جلد ۱۷ ظہور ۱۳۵۵ ہش شمارہ
اگست ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ اشتراک
پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اسی روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — چالیس روپے

قیمت پرچہ ہذا — ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۵۵ ہش

شعبان ۱۳۹۶ ہجری اگست ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار النصر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۷ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۸

ظہور ۱۳۵۵ ہش

(۱)

بسلامت روی و باز آئی

ہمارے پیارے امام کل بیس جولائی مرکز سلسلہ سے دیار غیر کی طرف روانہ ہوئے۔ انیس جولائی بعد نماز مغرب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں اجتماعی دعا فرمائی اور فرمایا اس سفر میں ٹوٹنگرگ (سویڈن) کی مسجد کا افتتاح بھی ہوگا انشاءاللہ۔ حضور امریکہ بھی تشریف لے جائیں گے۔ اور یورپ کے مشن بھی دیکھیں گے حضور نے فرمایا خدا کے دین کی اشاعت اور سربلندی کے لئے آپ مرکز سے دو اڑھائی ماہ تک باہر رہیں گے۔ حضور نے فرمایا سب فضل اور رحمتیں اس خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کی درگاہ پر ہم نے سر جھکانا ہے۔ حضور کی عارضی جدائی سے دلوں میں رقت تھی۔ خدا کے سامنے نمازیوں کے ہاتھ اٹھے تو گداز قلوب کی آہیں اور سسکیاں بلند ہوئیں ہاتھ نیچے گرے تو آنکھیں آبدیدہ تھیں۔ محراب کے دروازے سے امام قصر خلافت کو السلام علیکم کہہ کر مڑے تو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے جواب کا شور سنائی دیا اور ایک آواز بلند ہوئی۔ ایدک اللہ بروح القدس۔ پیارے آقا خدا آپ کی روح القدس سے تائید کرے۔

امام جبکہ جماعت کے لئے بمنزلہ دل کے ہے اس کے دھڑکنے سے نبض پھڑکتی ہے۔ جس میں خون گردش

کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور تقدیر سے احمدیہ جماعت میں خلافت کا سلسلہ قائم فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے تمہارے بہترین امام وہ ہوں گے جن سے تم محبت کرو گے۔ اور وہ تم سے محبت کریں گے۔ الحمدللہ کہ امام جماعت جماعت سے اپنی اولاد کی طرح محبت کرتے ہیں۔ اور جماعت اپنے امام سے محبت، عقیدت اور شیفتگی کا تعلق رکھتی ہے۔ اور بقول حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ خلافت کا وجود جماعت سے الگ نہیں۔ بجا فرمایا آپ نے خلافت قومی کی علامت خلافت فردی ہے۔ اور یہ نعمت الٰہی ہے اور فضل خداوندی۔

بیس جولائی کو پونے چھ بجے قصر خلافت سے امام جماعت روانہ ہوئے اور بعض عشاق قصر خلافت پہنچ چکے تھے۔ حضور روانہ ہوئے تو بعض احباب وضو کر کے مسجد میں سجدہ ریز ہو گئے۔ آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگ گئی۔ مولا یہ تیری حفاظت میں جائیں، تیری امان میں رہیں۔ روح القدس کی تائید ان کے شامل حال رہے۔ ان کا ہمارے اُن بھائیوں میں جانا اُن کے لئے بھی مبارک ہو۔ ان کے ملک کے لئے بھی۔ ہم اس نعمت سے متمتع ہوتے رہتے ہیں ان کا بھی حق ہے۔ اور تیرا فضل ہے کہ آج ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ دنیا ایک ملک کی طرح سمٹ چکی ہے۔

خدا کے پیغام کو دیارِ فرنگ میں پہنچانے والے! تیرا جانا مبارک ہو۔ آپ جہاں جائیں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اس کی عظمت کے جھنڈے گڑ جائیں۔ اور اسلام کی صداقت کا سورج ان ملکوں پر بھی ضیا فگن ہو۔ اور آپ آئیں تو کامیابیاں اور کامرانیاں آپ کے جلو میں ہوں۔ ہم خدا کے حضور دست بدعا ہیں کہ خدا آپ کی روح القدس سے تائید کرے۔ اللّٰھم ایّدہ بروح القدس۔ پیارے آقا!

بسلامت روی و باز آئی

~~~~(۲)~~~~

بکوشید اے جواناں ...

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ابتدائی کتاب فتح اسلام میں فرمایا:-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری
~~~~

ذلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۰-۱۱)

مسیح پاک کی یہ آواز تھی یا آسمانی قرنا تھا۔ اسلام کا درد رکھنے والے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آئے انہوں نے مسیح پاک کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کیا۔ سارے آراموں کو خیرباد کہا۔ انہوں نے اعزاز اسلام کے لئے ہر ذلت کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا دل و جگر خون ہو جائیں۔ ہم رہیں نہ رہیں اسلام کو غلبہ نصیب ہو جائے۔ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دین دنیا میں پھیل جائے۔ وہ آفتاب محمدی پھر اپنے پورے کمال کے ساتھ طلوع فرمائے۔ عشاق کا ایک گروہ اس آواز والے کے گرد اکٹھا ہو گیا۔ سالار قافلہ ان جاں نثاروں کو لے کر میدان میں اتر آیا۔ اور اس نے آواز بلند کہا ؎

اک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

تقدیر خداوندی تھی اسلام کے قوی دلائل اور روشن نشانات کے سامنے کفر کی یلغار ماند پڑ گئی۔ طاغوتی لشکر کے جارحانہ حملے رک گئے۔ اور وہ دفاع پر مجبور ہو گیا۔ خدا زور آور حملوں سے اسلام کی سچائی کو ظاہر کرتا رہا۔ خدا کی مخلوق پھر اس کے آستانہ کے سامنے جھکتی نظر آنے لگی۔ کئی اس معرکہ میں داد شجاعت دیتے ہوئے کام آئے اور ابدی زندگی پا گئے۔ لیکن اسلامی فوج کے سپاہیوں نے میدان کو خالی نہ ہونے دیا جب ایک راہ خدا میں جان دیتا ہوا گر پڑتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا۔ بے شک کفر کے لشکروں کے مقابلہ میں یہ جاں نثار تھوڑے تھے۔ لیکن خدائی مژدہ ہے۔

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ۔

مسیح پاک کی اس آواز کو جماعت نے کبھی زمین پر پڑنے نہیں دیا۔ آپ کے اس مشن کو آپ کے خلفاء نے زندہ رکھا۔

یہ عشاق انہیں اسلاف کی اولاد تھے وہ آگے بڑھتے رہے جب ان کے موعود پسر نے مطالبات تحریک جدید میں اسی آواز کو وقف زندگی کے نعرے کی صورت میں بلند کیا تو پھر ایک تازہ ولولے اور نئے جوش سے جماعت کے مخلصین آگے بڑھے۔ اور آج ان کے آثار تمام دنیا میں ہویدا ہیں۔ آج اسلام کے جھنڈے ہر چہار اطراف بلند ہیں۔ آج یورپ کی مساجد کے میناروں سے پھر یہ دلکش صدا بلند ہو رہی ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور آج عیسائیت اپنی ساری دولت، اپنے سارے زور، اپنے سارے اقتدار کے باوجود اگر ایک شخص کو عیسائیت میں داخل کرتی ہے تو احمدیت کے مخلص مجاہدین تو افراد کو حلقہ بگوش اسلام کر کے دم لیتے ہیں اور اس کا اعتراف عیسائیوں نے کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

نوجوانو! اس تسلسل کو ہم نے قائم رکھنا ہے۔ آگے بڑھو اور مسیح پاک کی فوج میں شامل ہو جاؤ۔ آؤ اپنی زندگیاں وقف کرو۔ دینی تعلیم سیکھ کر اشاعت اسلام میں لگ جاؤ۔ آج خدا کے دین کو تمہاری ضرورت ہے۔ حضرت مسیح پاکؑ نے کس درد سے فرمایا تھا۔

پیش نظر ان شما اسلام در خاک افتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع متنعمین

تمہاری نظروں کے سامنے اسلام خاک میں پڑا ہے۔ ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے والو خدا کو کیا جواب دو گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جماعت کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری جماعت کی ترقی کا مدار وقف پر ہے۔ لیکن ایسا وقف جو کہ کسی وقت اور کسی حالت میں پیٹھ دکھانے کو تیار نہ ہو۔ اور ہر احمدی کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی زندگی اس کا مال اس کے اوقات سب کے سب اسلام اور احمدیت کے لئے وقف ہیں۔" (الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۶ء)

ایک دوسرے موقعہ پر آپ نے فرمایا:۔

"حضرت ابراہیم کی قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اولاد قربان کرنے سے نسل بڑھتی ہے اور اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی نسل بڑھے اور پھیلے اور اسے اور اس کی نسلوں کو عزت ملے تو اس کا طریق یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دین کی راہ میں قربان کر دے۔"

(خطبہ عید الاضحیہ ۹ جنوری ۱۹۴۱ء مطبوعہ الفضل جلد ۲۹ نمبر ۱۳)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام اس حقیقت کو ان الفاظ میں پیش فرماتے ہیں۔

"سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دیں تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۰)

پس اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ ہم اپنی ساری توانائیاں۔ اپنی ساری قوتیں خدا کے لئے وقف کر دیں۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

یہی حقیقی نجات ہے۔ یہی مقدس زندگی ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو گناہ سے بچاتا ہے۔ یہی وہ روح ہے جو ہر قربانی پر آپ کو آمادہ رکھے گی۔

ہم نے اولاد در اولاد اس جذبہ اور قربانی کو باقی رکھنا ہے۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں احمدیت کا درد ہے جنہوں نے کسی نہ کسی مفہوم میں اس وقف کی روح کو قائم رکھا۔ ان سے آج وقت کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ وہ اپنی اولادوں کو وقف کریں۔ دسویں جماعت کا نتیجہ نکل چکا ہے۔ اعلیٰ ذہن رکھنے والے اور دین کی تبلیغ کا جذبہ رکھنے والے بچوں کو راہ خدا میں وقف کیجئے۔ وکالت دیوان تحریکِ جدید سے فارم وقف زندگی منگوا کر پُر کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ ۱۲؍ اگست کو مرکز میں انٹرویو ہوگا۔ انہیں بروقت مرکز میں بھجوا کر سنت ابراہیمی پر عمل کر کے خدا کی رضا حاصل کریں۔ آپ کے بچے اشاعت اسلام میں حصہ لے کر ابدی زندگی پائیں گے۔ اور آپ مسیح پاکؑ اور آپ کے خلفاء کی آواز پر لبیک کہہ کر خدا کے اجر کے مستحق ٹھہریں گے۔ ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(۳)

حُسنِ کارکردگی

ٹرنٹو (کینیڈا) سے مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مکرمی عبد الرزاق صاحب بی۔ٹی۔ آئی جامعہ کو لکھتے ہیں:۔

"ہاں تو جامعہ احمدیہ کے گراؤنڈ کی اب کیا حالت ہے۔ اسی طرح ہے یا کوئی اصلاح ہوئی ہے پچھلے دنوں تو امتحان تھے۔ اس لئے کوئی خاص گیمز وغیرہ نہیں ہوئی ہونگی۔ اصل مسئلہ تو وسائل کا ہے۔ جس بلڈنگ میں ہم یہاں رہتے ہیں۔ اس کے سامنے ہی ایک کھڈ تھی۔ اور بڑے بڑے ٹیلے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے چند دنوں میں ہی بلڈوزر، ٹرکس اور کرینوں کے ذریعہ انہوں نے سب کچھ ہموار کردیا۔ اور اسے خوبصورت پارک بنانے کے لئے گھاس کے بڑے بڑے شیٹس چار چار پانچ پانچ گز لمبے اور دو تین تین گز چوڑے مشینوں کے ذریعہ بچھا دیں گے۔ اور چند ہی دنوں میں گھاس سرسبز و شاداب پارک دعوتِ نظارہ و سیاحت دینے لگے گا۔ بڑی تیزی سے کام ہوتا دیکھ کر خواہش پیدا ہوئی کہ کاش ہمارے ملک میں بھی اس تیزی کے ساتھ سب کام ہوں۔ آپ کہیں گے ان

بلڈوزروں اور ٹرکس پر کام کرنے والے ڈرائیوروں کو ملتا کیا ہے (یاد رہے کہ صرف ایک آدمی یعنی صرف ڈرائیور ہی ہوتا ہے۔ باقی مٹی بھی اس میں کرین سے بھرتی ہے۔ وہ خالی بھی خود بخود ہوتا ہے۔ ساتھ ٹرک کو خالی کرنے کے لئے ہمارے ملک کی طرح مزدوروں کی فوج ظفر موج نہیں ہوتی۔ ۲۰ء۷ ڈالر روزانہ پاکستانی کرنسی کے لحاظ سے ۷۰ روپے روزانہ) اور کام بھی جنوں کی طرح کرتے ہیں"۔

قرآن کریم کی بیان کردہ عالمگیر صداقت ہے کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ کہ انسان کو سعی کا نتیجہ ملتا ہے۔ اور یہ بھی خدائے پاک نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اللہ تعالیٰ اپنا سلوک کسی قوم سے نہیں بدلتا۔ جب تک وہ لوگ اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔ المومن یموت بعرق جبین۔ مومن پیشانی کے پسینہ سے مرتا ہے یعنی موت کے وقت اس کی پیشانی انفعالیت کے عرق سے آلود ہوتی ہے کہ خدا کے سامنے کیا عمل پیش کروں۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ مومن مرتے دم تک محنت کرتا ہے نکمے پن سستی اور کاہلی سے خدا کے رسول نے پناہ مانگنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ۔

دنیا کی سطح پر وہ قوم اور فرد معزز نہیں ہو سکتا جو خون پسینہ ایک نہیں کرتا۔

جانتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود بیماری و آلام کے بیس تیس سالوں میں اسی ۸۰ سے اوپر کتب تصنیف فرمائیں۔ دس جلدوں میں آپ کے ملفوظات ہیں۔ سینکڑوں اشتہارات آپ نے شائع فرمائے۔ کمرے میں ایک طرف ایک دوات ہوتی۔ دوسری طرف دوسری دوات ٹہلتے جاتے اور تصنیف فرماتے جاتے۔ بے شک خدا کی تقدیر تھی کہ آپ کے ہاتھوں اسلام زندہ ہوگا۔ لیکن خدا کی تقدیر سے ہم آہنگ ہونے کے لئے آپ نے اپنی کوششوں اور دعا کو بھی انتہا تک پہنچایا۔ ضرورت ہے سعی پیہم مستعدی۔ قومی تعمیر کے جذبہ کی۔

"جس قوم میں محنت کی عادت نہیں اس قوم میں سیاست و تمدن بھی نہیں"۔

(مصلح موعود)

ما اتاکم الرسول فخذوہ

دانا کون ہے؟

عن ابن عمر انہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء رجل من الانصار فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا رسول اللہ ای المومنین افضل قال احسنھم خلقاً قال فای المومنین اکیس قال اکثرھم للموت ذکراً و احسنھم لما بعدہ استعداداً اولئک الاکیاس (ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد لہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ انصار میں سے ایک آدمی آیا اس نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کی۔ پھر پوچھا اے رسول خدا مومنوں میں سے افضل کون ہے؟ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔ اس انصاری نے پھر عرض کی۔ مومنوں میں سے دانا کون ہے۔ حضورؑ نے فرمایا جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرتے ہیں اور موت کے بعد جو پیش آنے والا ہے اس کے لئے سب سے اچھی تیاری کرتے ہیں یہی عقلمند ہیں۔

اسی بات کی دوسری حدیث یہ ہے۔

الکیّس من دان نفسہ و عمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا ثم تمنی علی اللہ

کہ دانا وہ ہے جس نے نفس کو قابو میں رکھا اس کو مطیع کیا اور ما بعد الموت کے لئے تیاری کی اور عاجز وہ ہے جس نے نفس کی خواہشات کی پیروی کی اور اس لئے گناہوں پر دلیر رہا کہ خدا بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

قرآن پاک فرماتا ہے کہ نفس بُرائی پر بہت آمادہ کرنے والا ہے۔ مومن کو نفسانی خواہشات کے پیچھے نہیں چلنا چاہیئے۔ اس سرکش گھوڑے کو لگام دے کر رکھنا چاہیئے۔ اور عاقبت اندیشی یہ ہے کہ آخرت اور مابعد الموت زندگی کی فکر کریں ؛

(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

للّٰہی وقف ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشتا ہے

"انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی کو وقف کرے۔ مَیں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کرکے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے ہرگز نہیں فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔ . . . کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا۔ کیا صحابہ کرامؓ اس وقف کی وجہ سے حیاتِ طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے سے دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں۔ ورنہ اگر ایک شمّہ بھی اس لذت اور سرور سے آگاہ ہو جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

وَدُوْدٌ يُحِبُّ الطَّائِعِيْنَ تَرَحُّمًا

خدا مہربان ہے اور اپنے فرمانبرداروں سے رحمت سے پیار کرتا ہے

غَيُوْرٌ يُبِيْدُ الْمُجْرِمِيْنَ بِسُخْطِهٖ ۔۔۔ غَفُوْرٌ يُنَجِّي التَّائِبِيْنَ وَيَغْفِرُ

وہ غیرت مند ہے اپنے غضب سے مجرموں کا ستیاناس کرتا ہے۔ ایسا بخشنہار ہے کہ توبہ کرنے والوں کو نجات دیتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

وَحِيْدٌ فَرِيْدٌ لَا شَرِيْكَ لِذَاتِهٖ ۔۔۔ قَوِيٌّ عَلِيٌّ مُسْتَعَانٌ مُقَدِّرُ

یگانہ ہے یکتا ہے اور اپنی ذات میں لاشریک ہے۔ قوی ہے شاندار ہے مدد مانگنے کے سزاوار ہے اور تقدیر کا مالک ہے

لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ وَالْمَجْدُ كُلُّهٗ ۔۔۔ وَكُلٌّ لَهٗ مَا بَانَ فِيْنَا وَيَظْهَرُ

دنیا کی بادشاہت بھی اسی کی ہے اور آسمانی حکومت کا بھی وہی مالک ہے اور جو کچھ ان میں ظاہر ہوتا ہے یا ہوچکا ہے سب اسی کا ہے

وَدُوْدٌ يُحِبُّ الطَّائِعِيْنَ تَرَحُّمًا ۔۔۔ مَلِيْكٌ فَيَسْتَأْصِلُ ذَوِي الشِّقَاقِ وَيَحْصِرُ

وہ مہربان ہے اپنے فرمانبرداروں سے رحمت سے پیار کرتا ہے۔ وہ بادشاہ ہے دشمنوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا اور محصور کرتا ہے۔

يُحِيْطُ بِكَيْدِ الْكَائِدِيْنَ بِعِلْمِهٖ ۔۔۔ فَيُهْلِكُ مَنْ هُوَ فَاسِقٌ وَمُزَوِّرُ

اپنے علم سے مکاروں کے مکر خوب جانتا ہے۔ اور جو فاسق اور مکار ہو اس کا ناس کر دیتا ہے۔

ان اشعار میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خدا کی حمد و صفات بیان فرمائی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس کائنات کا ایک مالک ہے اس کو سب قدرتیں حاصل ہیں، وہ سب سے زیادہ پیار کرنے والا وجود ہے وہ اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وہی خالق و مالک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہی حقیقی محبت کا مستحق ہے۔ اس کے بندے صرف اس کے سامنے جھکتے ہیں وہ اس کے سوا کسی سے ڈرتے نہیں۔ جو اس کا ہو جاتا ہے وہ مالک حقیقی اس کی حفاظت کرتا ہے۔

بندے کو چاہیئے کہ سب کمندیں جلا کر اس کے سہارے کو ڈھونڈے۔ وہ حاجت روا ہے وہ مشکل کشا ہے۔ اس سے حاجت روائی چاہیں تو حید پرست بنیں۔ خدا سے جو توقعات رکھنی چاہئیں وہ بندوں سے نہ رکھیں۔ انسان عاجز ہے لیکن خدا قوی ہے۔ انسان محتاج ہے وہ بارگاہ غنی ہے۔ انسان ضعیف ہے وہ ہستی قادر و قدیر اور مقتدر ہے۔ اس کی معرفت کے حصول کے لئے اس کی صفات کا ورد اور ان پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ربِّ جلیل کے پہلوان

پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ربِّ جلیل کے پہلوان ہیں

بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے
آپ نے بڑی شان سے کمر میں خنجر باندھ رکھا ہے

تیر او تیزی بہر میداں نمود
اس کے تیر نے ہر میدان میں تیزی دکھائی ہے

تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے
اس کی تلوار نے ہر جگہ اپنا جوہر ظاہر کیا ہے

کرد ثابت بر جہاں عجزِ بُتاں
اس نے دنیا پر بتوں کا عجز ثابت کر دیا۔

واں نمودہ زورِ آں یک قادرے
اور خدائے واحد کی طاقت کھول کر دکھا دی

تا نماند بے خبر از زورِ حق
تا خدا کی طاقت سے بے خبر نہ رہے

بُت ستا و بُت پرست و بُت گرے
بت ستا۔ بُت پرست اور بُت گر۔

عاشقِ صدق و سداد و راستی
وہ صدق سچائی اور راستی کا عاشق ہے۔

دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے
مگر کذب فساد اور شر کا دشمن ہے۔

ہمارا رسول انسان کامل تھا وہ جس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک تھی۔ جہاں جبرائیل بھی پر نہ مار سکا وہ خدا کے قرب کے تمام میدان طے کر گیا وہ معلّم اخلاق تھا۔ وہ کامل ہادی تھا۔ وہ جو دنیا میں توحید کو لایا۔ وہ جس نے شرک کا خاتمہ کیا۔ وہ جس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوئے، وہ جس نے انسان کو خدا سے ملایا وہ شافع امت وہ ساقی کوثر، وہ جس نے خدا کے فیضان کو عام کیا جس نے خدا کا صحیح تصور دنیا کو دیا جس کی زندگی خدا پرست کی زندگی تھی اس کی محبت جزو ایمان ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آگ ہو لیکن دھواں اور تپش نہ ہو۔ چودہ سو سال میں عشاق محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے حسن و احسان پر آگہی پا کر اس کے عشق میں راگ الاپے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اردو۔ عربی۔ فارسی میں نثر و نظم میں بہت کچھ لکھا ضرورت ہے کہ ہم اس کا مطالعہ کریں تا عشق محمدؐ کی آگ ہمارے سینوں میں بھی یہ جلن اور تپش اور حرارت پیدا کر دے۔ جو متاعِ ایمان اور آخرت کے لئے بہترین زادِ راہ ہے۔

رحمۃ للعالمین اور خدمتِ خلق

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید٭ کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب قائمقام صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے نمایاں طور پر دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک خدا تعالےٰ سے خاص تعلق اور اس کا خوف اور دوسرے بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ۔ یہ دونوں اوصاف آپؐ میں علیٰ وجہ الاتم پائے جاتے تھے۔

آپؐ میں بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ کس حد تک تھا اس کا اندازہ آپؐ کی اس پاک تعلیم سے اور اس پاک کردار سے ہوتا ہے۔ جو آپؐ نے بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر مختلف رنگوں میں پیش فرمایا۔

شرفِ انسانیت۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا اور آپؐ نے اس فرمان کے مطابق یہ تعلیم دی۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ

اور پھر فرمایا:۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

کہ ہم نے انسان کو بہترین حالت اور صورت میں پیدا کیا ہے۔ اور ہم نے بنی نوع انسان کو تکریم و عزت کا مقام بخشا ہے۔ اس عزت و احترام اور تکریم و رفعت کے مقام کے باعث جو انسان کو نصیب ہوا۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق اس کی عیال ہے پس جو خدا تعالےٰ کے عیال سے بہترین سلوک کرتا ہے۔ اور ان کی خدمت اعلیٰ درجہ کے حسنِ سلوک کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا پسندیدہ اور محبوب بن جاتا ہے

گویا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کی خدمت کو اللہ تعالےٰ کے قرب اور اس کے پیار

اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بتایا۔ پھر انسان کے اس مقام شرف وعظمت کے باعث ہی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا ہوا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ

یعنی خدا کی مخلوق اور بنی نوع انسان کی ایسے رنگ میں خدمت کرو جس میں شفقت اور رحم کی ملونی ہو اس سے تم خدا تعالیٰ کے رحم اور شفقت کے مستحق ٹھہرو گے۔

گویا بنی نوع انسان کی رحمانی اور شفقت سے بھرپور خدمت کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مہربانی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

خدمتِ انسانیت کی تاکید

قرآن کریم اور احادیث نے بار بار بنی نوع انسان کی ضروریات، ان کی مشکلات کو دور کرنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف مختلف پیرایوں میں توجہ دلا کر حقیقت بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے ترغیب دی ہے۔ اور دُکھی انسانیت کی خدمت، یتیموں کی خدمت، بیوگان کی خدمت، غرباء اور فقراء کی خدمت، مفلوک الحال لوگوں کی خدمت کی آپ نے جو پُرزور تلقین فرمائی ہے۔ وہ اسی بے پناہ جذبہ کی نشان دہی ہے جو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے موجزن تھا۔

سیرتِ مقدسہ کے چند واقعات

بنی نوع انسان کی جو خدمات آپ نے سرانجام دیں ان کی داستان نہ صرف یہ کہ بے حد پُرلطف اور ایمان افروز ہے بلکہ طویل بھی ہے۔ بطور نمونہ ان میں سے چند کا ہی ذکر اس وقت کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ کثرت سے تحقیقِ حق یا قبولِ اسلام کے لئے بطور مہمان آتے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کی ضیافت کے لئے حضرت بلالؓ کو مقرر فرما دیتے۔ جب کوئی تنگدست آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپؐ اس کو برہنہ تن پاتے تو حضرت بلالؓ کو حکم دیتے کہ اس کے لئے کپڑے کا انتظام کریں۔ بعض اوقات آپؐ قرض لے کر بھی اس کے کھانے اور کپڑے کا انتظام فرماتے۔ کبھی یوں بھی ہوتا کہ حضور اکرمؐ تمام صحابہؓ کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دیتے۔ اور جو رقم وصول ہوتی وہ مفلوک الحال لوگوں کی اعانت کے لئے صرف فرما دیتے۔

ایک مرتبہ مہاجرین کی ایک برہنہ پا اور برہنہ تن جماعت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان میں سے ہر ایک کے بدن پر صرف ایک چادر تھی نیز ایک تلوار حائل تھی۔ آپؐ نے ان کی زبوں حالی کو دیکھا تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپؐ نے فوراً حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز سے فراغت کے بعد آپؐ نے ایک خطبہ فرمایا۔

جس میں تمام صحابہؓ کو مفلوک الحال لوگوں کی اعانت کی ترغیب دلائی، اس پر ایک انصاری فوراً اٹھے اور گھر سے غلّہ سے بھری ہوئی ایک ایسی قدر وزنی بوری اٹھا لائے کہ وہ ان سے بمشکل اٹھتی تھی جب آپؓ نے یہ بوری حضورؐ کے سامنے لاکر رکھی تو دوسرے صحابہؓ بھی اٹھے اور تھوڑی ہی دیر میں حضورؐ کے سامنے کپڑوں اور غلّہ کا ڈھیر لگا دیا۔ حضورؐ نے یہ تمام چیزیں ان بے سروسامان مہاجرین میں تقسیم کر دیں۔ اور اس طرح ان کی تنگ دستی کو دور فرمایا۔

۲۔ بنی نوع انسان کی خدمت ہی کے جذبہ کے زیر اثر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں لوگوں کی ہدایت کے لئے انتہائی درجہ کی تڑپ تھی۔ قرآنی شہادت

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ

اس تڑپ کا اظہار ہے۔ سفر و حضر میں اپنوں اور بیگانوں کو دن رات اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچاتے اور اس راہ میں اپنی کسی تکلیف کی پرواہ نہ فرماتے۔ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ پر باحسن طریق عمل کرنے کی غرض سے حضورؐ اپنے رشتہ داروں کو اور اقرباء کو کھانے پر بلاتے اور پھر ان کو تبلیغ فرماتے۔

آپؐ کا لوگوں کی راہ نمائی کے لئے تڑپ کے ساتھ طائف جانا اور سفر کی صعوبتوں کے علاوہ کفار کے ظلم کی وجہ سے آپؐ کا لہو لہان ہونا بھی اسی خدمت خلق کے بے پناہ جذبہ کی غمازی کرتا ہے۔ اسی طرح حضورؐ حج کے موقعہ پر مختلف قبائل کی قیام گاہوں پر بنفس نفیس تشریف لے جاتے۔ اور ان کو تبلیغ حق فرماتے۔

۳۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عقبہؓ بن عامر جو صحابیؓ تھے ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ حضورؐ اونٹ پر سوار تھے۔ حضورؐ نے حضرت عقبہؓ کو فرمایا آؤ اب تم سوار ہو جاؤ۔ حضرت عقبہؓ نے اس کو گستاخی پر محمول کرتے ہوئے اس سے تعرض کیا۔ لیکن حضورؐ نے دوبارہ ان کو سوار ہونے کے لئے ارشاد فرمایا۔ تو وہ آپؐ کے حکم کی تعمیل میں سوار ہو گئے۔ اور حضورؐ خود ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔ (نسائی)

۴۔ آپؐ میں لوگوں کی احتیاج پوری کرنے کا اس قدر جذبہ تھا کہ آپؐ کے پاس جو کچھ بھی موجود ہوتا وہ ضرورتمندوں کو دے دیتے۔ ایک مرتبہ آپؐ کو ایک بڑی عمدہ چادر پیش کی گئی۔ ایک شخص نے وہ چادر آپؐ سے مانگ لی۔ آپؐ نے وہ چادر اسی وقت اس کو عطا فرما دی گو حضورؐ کو اس کی خود بے حد ضرورت تھی۔ حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ میرے پاس جو کچھ بھی موجود ہو وہ میں سب کا سب ضرورتمندوں میں تقسیم کر دوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اس نے دیکھا کہ آپؐ کی بکریوں کا ریوڑ دور دور تک پھیلا ہوا ہے اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ یہ ریوڑ اس کو عطا کر دیا جائے۔ اس پر آپؐ نے وہ سارے کا سارا ریوڑ اس کو عطا کر دیا۔ اس شخص نے اپنے قبیلہ میں واپس جاکر کہا کہ اسلام قبول کر لو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے فیاض ہیں کہ دوسروں کی امداد اور خدمت کے لئے اپنے مفلس ہونے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ (صحیح بخاری)

۵۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں۔ میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست ہو گئے۔ کہ فاقہ کشی کی وجہ سے ہماری بینائی جاتی رہی۔ ہم نے مختلف لوگوں سے اپنے تکفل کی درخواست کی۔ لیکن کسی نے ہماری طرف توجہ نہ کی۔ بالآخر ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ پھر آپؐ نے ہمیں تین بکریاں دیں اور فرمایا کہ ان کا دودھ پی لیا کرو۔ چنانچہ ہم تینوں ان کا دودھ پی لیا کرتے تھے۔

۶۔ انسانی خدمت کے جذبہ کے پیش نظر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جب قومی و اجتماعی خدمت کا موقعہ پیش آتا اور سب انسانوں کی بھلائی اس میں مقصود ہوتی تو حضورؐ صرف ترغیب تک ہی اپنی مساعی کو محدود نہ رکھتے۔ بلکہ عملاً خود بھی اس خدمت کے انجام دینے میں شریک ہو جاتے۔ اور عام مزدوروں کی طرح کام انجام دینے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے۔ مدینہ میں جب حضورؐ تشریف لائے اور مسجد کی تعمیر کا مرحلہ آیا۔ تو حضورؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر بعض چھوٹے چھوٹے کام بڑے ذوق شوق سے کرتے رہے۔ خود اپنے ہاتھ سے اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے صحابہؓ عرض کرتے کہ ہماری جانیں حضورؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ لیکن آپؐ فرماتے میں اس خدمت سے کیوں محروم رہوں۔

۷۔ اسی طرح ایک سفر کا واقعہ ہے کھانا تیار نہ تھا تمام صحابہؓ نے مل کر کھانا پکانے کا انتظام کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک کام بانٹ لیا جنگل سے لکڑی لانے کا کام حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذمہ لیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کام ہم خدام کریں گے۔ فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے آپ کو ممتاز کروں خدا اس کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔ غرض جہاں آپؐ نے انسانی خدمت کو شرف بخشا۔ وہاں اپنے ساتھی انسانوں کو ان میں سے ہو کر عظمت سے نوازا۔

۸۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی خبابؓ بن ارت کو کسی غزوہ پر بھیجا۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا۔ اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہ آتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کے گھر جاتے اور دودھ دوہ کر دے آتے۔ حبشہ سے ایک دفعہ مہمان آئے۔ صحابہؓ نے چاہا کہ وہ ان کی خدمت کریں۔ لیکن آپؐ نے ان کو روک دیا اور فرمایا۔ انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی تھی اس لئے میں خود ان کی خدمت کروں گا۔

۹۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی دستور تھا کہ آپؐ ان لوگوں کا خاص خیال رکھتے تھے جو بنی نوع انسان کی خدمت میں اپنا وقت خرچ کرتے تھے۔ چنانچہ جب طے قبیلہ کے لوگوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کی اور ان میں سے کچھ لوگ گرفتار ہو کر آئے۔ تو ان میں حاتم جو عرب کا مشہور سخی گزرا ہے اس کی بیٹی بھی۔ جب اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ ذکر کیا کہ وہ حاتم کی بیٹی ہے۔ تو آپؐ نے نہایت ہی ادب اور احترام کا معاملہ اس سے کیا۔ اور اس کی سفارش پر اس کی قوم کی سزاؤں کو معاف کر دیا۔ خدمت انسانیت کے جذبہ کا یہ احترام کیسا دلکش ہے،

۱۰۔ انسانی خدمت کے جذبہ کے پیش نظر آپؐ خون کے پیاسوں اور جانی دشمنوں تک کی بھی امداد فرماتے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے سے کبھی دریغ نہ فرماتے۔ رئیس یمامہ ثمامہ بن آثال اسلام قبول کرنے کے بعد جب مکہ آئے اور قریش نے انہیں تبدیلی مذہب کا طعنہ دیا تو انہوں نے غصہ سے کہا۔ خدا کی قسم اب رسول اللہ کی اجازت کے بغیر گیہوں کا ایک دانہ بھی تمہیں نہیں ملے گا۔ اس بندش اناج سے مکہ میں اناج کا قحط پڑ گیا۔ آخر تنگ آکر قریش نے حضورؐ سے درخواست کی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو کہلا بھیجا کہ بندش اٹھا لو۔ چنانچہ حسب دستور پھر یمامہ سے مکہ اناج جانے لگ پڑا۔ اور قحط کی ماری انسانیت کی بھوک کو آپؐ نے دور کیا۔

حرب فجار کے بعد اس جنگ سے متاثر ہو کر اہل مکہ نے ایک جگہ اکٹھے ہو کر معاہدہ کیا اور قسمیں کھائیں کہ ہم ہمیشہ ظلم کو روکیں گے۔ اور مظلوم کی مدد کریں گے۔ اور حقدار کو اس کا حق حاصل کرنے میں مدد دیں گے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی خدمت انسانیت کے اس اعلےٰ کام کے باعث اس حلف میں شریک ہوئے۔ اس حلف کو حلف الفضول کہا جاتا ہے۔

ابوجہل نے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا تھا اس نے ایک دفعہ ایک اجنبی اراشہ سے کچھ اونٹ خریدے۔ لیکن اونٹوں پر قبضہ کر کے قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ اراشہ مسافر بے یار و مددگار کئی دن تک اس کی منت سماجت کرتا رہا۔ لیکن بے سود۔ ایک دن جبکہ رؤسا قریش صحن کعبہ میں مجلس جمائے بیٹھے تھے تو اس نے جا کر ان سے ساری روئداد بیان کر کے مدد کی درخواست کی انہوں نے کہا محمد بن عبد اللہ سے کہو وہ تمہیں قیمت دلا دے گا۔ چنانچہ وہ اجنبی آپؐ کے پاس آیا۔ اور عرض کی ابوالحکم مجھے میری رقم نہیں دیتا۔ آپؐ اسی وقت اس کے ساتھ چل پڑے۔ اور ابوجہل سے اسی وقت ساری رقم دلا دی اور ذرا پرواہ نہ کی کہ وہ آپؐ کی بے عزتی کرے گا یا آپؐ کو مارے گا۔

ایک مرتبہ مکہ میں سخت قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں بھی کھانی شروع کر دیں۔ ابوسفیان حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی کہ محمدؐ آپ تو لوگوں کو قرابت داروں سے اچھے سلوک کی تعلیم دیا کرتے تھے آپؐ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کریں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان خونی دشمنوں کے لئے بھی دعا فرمائی اور خوب بارش ہوئی جس کے نتیجہ میں قحط جاتا رہا۔

الغرض ہمارے سید و آقا سید الاولین والآخرین حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ ایسا ودیعت تھا کہ دعوئے نبوت سے پہلے بھی آپؐ اس فریضہ کی ادائیگی میں ممتاز تھے۔ تاریخ اسلام نے حضرت خدیجہؓ کی اس عظیم شہادت کو جو بنی نوع انسان کی خدمت کے تعلق میں ہے محفوظ کیا ہے۔

حضرت خدیجہؓ نے آپؐ سے کہا تھا۔

وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَقْرِی الضَّیْفَ وَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ

کہ حضورؐ آپ نے رشتہ داروں کی مدد کی اور ان کی مختلف رنگوں میں خدمت کی۔ مہمانوں کی تواضع اور خدمت میں کوئی کمی نہ کی۔ پھر خدمت کے وہ اعلیٰ کام آپؐ نے سرانجام دیئے ہیں جن کو دنیا فراموش کر چکی ہے۔ اور ضرورت مندوں اور مصیبتوں کے ماروں کی آپؐ نے دلجوئی کی اور ان کی ضروریات کو پورا کیا۔ ان کی مشکلات کو دور کیا۔ ایسی اعلیٰ خدمت انسانیت کا جذبہ رکھنے والا بھلا کس طرح بے سہارا ہو سکتا ہے۔

اللہ! اللہ! ہمارے سید و آقا سردار دو عالم کی کیسی بلند شان تھی، کہ جو بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں اور ماننے والوں کے لئے باعث صد افتخار سمجھتا۔ اور خدا کے مقدس دربار میں عزت و احترام کے ساتھ پہنچنے کا اسے اہم ذریعہ گردانتا تھا۔ اس زمانہ کے مامور من اللہ نے سچ کہا ہے ؎

ناتواناں را برحمت دستگیر ٭ خستہ جاناں را بشفقت غمخورے

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

"چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرتے رہو"۔ (کشتی نوح ص۲۴)

ماھوار رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

جن مجالس انصار اللہ نے ابھی تک ماہانہ رپورٹ کارگزاری بابت ماہ وفا/جولائی دفتر انصار اللہ میں نہیں بھجوائی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنی اپنی رپورٹیں مرکز میں بھجوا دیں۔ ماہوار رپورٹ مرکز میں پہنچنے کی دس (۱۰) تاریخ مقرر ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث

نوٹ:۔ قیادت تعلیم کے تحت سال رواں کی دوسری سہ ماہی کے امتحان کے لئے جو نصاب مقرر تھا اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی پانچ احادیث کی تشریح بھی شامل ہے۔ انصار بھائیوں کی سہولت کے لئے وہ پانچ احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ (حبیب اللہ خاں قائد تعلیم)

۱۔ ایمان کی چھ شرائط۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ (مسلم)

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر پر ایمان لائے اور خدا کی تقدیر خیر و شر پر بھی ایمان لائے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں اسلام کی تعلیم کے مطابق ایمان کی تشریح بیان کی گئی ہے جو چھ بنیادی باتوں پر مشتمل ہے۔ جو ان چھ باتوں کو تسلیم کرتا اور ان پر ایمان لاتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کے نزدیک مومن ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات تو ایمانیات کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس کی توحید صفات حسنہ اور قدرتوں کو ماننے بغیر ایمان اور اخلاق اور ہدایت کی کوئی عمارت ہی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ ملائکہ وہ وجود ہیں جو گو ہمیں نظر نہیں آتے لیکن ان کے توسط سے کارخانہ عالم چل رہا ہے۔ نیز وہ اللہ تعالےٰ اور بندوں کے درمیان ایک واسطہ ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالےٰ اپنے منشا کو ظاہر کرتا اور اپنا کلام اور پیغام بندوں تک پہنچاتا ہے۔ خدا کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں میں وہ ہدایات درج ہوتی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے رب کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ رسولوں پر ایمان اس لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے احکامات کی تشریح کرتے اور ان پر عمل کر کے انسانوں کے لئے نمونہ بنتے ہیں۔ انہیں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور صفات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یوم آخر پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ جس شخص کو یقین ہو گا کہ ایک دن اسے اپنے اعمال کی جزا سزا ملے گی وہی اعمال صالحہ بجا لانے کی طرف راغب ہو گا اور بدیوں سے اجتناب کرے گا۔ تقدیر خیر و شر سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں دو قانون یعنی قانون قدرت اور قانون شریعت جاری کئے ہیں جن کے ماتحت انسان کے اعمال کے نتائج مرتب ہوتے ہیں جو آگ میں ہاتھ ڈالے گا اس کا ہاتھ

چلے گا اور جو خدا کے انبیاء کی ہتک اور مخالفت کرے گا وہ انجام کار خائب و خاسر رہے گا۔

۲۔ اسلام کے پانچ ارکان۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری)

ترجمہ :۔اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں اور یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (یعنی باجماعت ادا کرنا) (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج بیت اللہ کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

تشریح :۔ پہلی حدیث میں جن باتوں کا ذکر ہے ان کا تعلق عقائد سے ہے۔ دوسری حدیث میں جو پانچ بنیادی باتیں بیان کی ہیں ان کا تعلق عمل سے ہے۔ جو شخص ان پر عمل کرتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَھُمْ (ابن ماجہ)

اپنی اولاد کی عزت کیا کرو اور ان کی تربیت بہترین رنگ میں کرو

تشریح - اس حدیث میں قومی ترقی کے دو اصول بیان کئے گئے ہیں۔ پہلی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اپنی اولاد سے عزت کے ساتھ پیش آؤ تاکہ ان میں وقار اور عزتِ نفس پیدا ہو۔ دوسری ہدایت اس حدیث میں یہ دی گئی ہے کہ ان کی پوری نگرانی اور بہترین رنگ میں تربیت کرو

۴۔ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ ۔ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (بخاری)

انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ اچھا ہو جائے تو تمام جسم اچھا ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے اور سن رکھو کہ وہ دل ہے۔

تشریح - انسان کے سارے اعمال کا تعلق دل سے ہے۔ نیکی کا بیج دل میں بویا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے مطابق اعمال صادر ہوتے ہیں پس دل میں تقوے اور پاکیزگی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۵۔ مَا مِنْ شَیْءٍ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ (ابوداؤد)

خداتعالےٰ کی ترازو میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔

تشریح - اس حدیث سے واضح ہے کہ اعلےٰ اخلاق خداتعالےٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں اور ان کا بہت درجہ ہے اس جگہ یہ ارشاد نہیں کہ مومنوں سے رشتہ داروں سے یا جان پہچان والوں سے اخلاق سے پیش آؤ۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آؤ۔ خوش خلقی ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہے اور ہمارے رب کریم کو بڑا محبوب ہے۔

کسی کے کام نہ آئے وہ زندگی کیا ہے

(از مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازی خان)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ کس شخص کا اسلام افضل ہے۔ فرمایا اس شخص کا اسلام جس کا خُلق اچھا ہے۔ اور تم میں بہترین آدمی وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور میں تو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پس حسنِ خُلق کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدا کے بندوں سے نیک سلوک کرے۔ ان سے ہمدردی کرے۔ ان کے کام آئے اور ان کی غم خواری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ یہی دین ہے اور یہی اسلام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری آمد کی غرض ہی خدمتِ خلق ہے۔ فرمایا ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است

ہمیں کارم ہمیں دارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

اور واقعی انبیاء کی آمد کی غرض ہی خدمت خلق ہوتی ہے یعنی یہ کہ مخلوق خدا کا دین اور دنیا سنور جائے وہ دکھ میں نہ پڑیں۔ حدیث نبوی ہے الدین النصیحۃ دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی مخلوق کی اصلاح کے لئے اتنے فکر مند تھے کہ اللہ تعالےٰ کو کہنا پڑا۔ کہ اے میرے محبوب اپنی جان کو ان کے غم میں ہلکان نہ کر۔ . . .

پس اصل کام انسان کا یہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کے کام آئے۔ وہ دنیا میں صرف اپنے لئے نہیں آیا۔ بلکہ دوسروں کے کام آنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ دیکھو انسان مر کر تو کسی کے کام نہیں آتا۔ نہ اس کا گوشت کام آتا ہے نہ ہڈیاں نہ چمڑا۔ اگر جیتے جی وہ کسی کے کام نہیں آتا تو اس کی زندگی بے کار ہے۔ دراصل زندگی وہی ہے جو کسی کے کام آئے ورنہ ؎

کسی کے کام نہ آئے وہ زندگی کیا ہے

وفا نہ ہو تو زمانے میں دلکشی کیا ہے۔

خدا تعالےٰ کو تو ہماری خدمت کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں اس کے بندوں کی خدمت اس کی خدمت ہے۔ قیامت کے روز ایک جماعت خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہوگی۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا۔ . . . . میں بھوکا تھا تم نے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے عیادت کی۔ میں ننگا تھا تم نے کپڑا پہنایا۔ اب جو چاہو مانگو۔ وہ کہیں گے خدایا تو تو ان باتوں سے پاک تھا۔ ہم نے کب تیری خدمت کی۔ لیکن خدا تعالےٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں فلاں بندے بھوکے پیاسے بیمار اور ننگے تھے۔ تم نے ان کو دیا۔ ان کی خدمت میری خدمت تھی۔ اب تم جنت کے حقدار ہو۔ جاؤ اس

میں داخل ہوجاؤ۔ . . . . پس اصل نیکی اور عبادت یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے بندوں کے کام آئے۔ کسی نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو فرشتے کافی تھے۔ اسے تو اسی لئے بنایا ہے کہ خدا کی عبادت کے ساتھ حقوق العباد بھی ادا کرے۔ پس بندہ وہی ہے جو دوسروں کے کام آئے ورنہ اس کی زندگی فضول ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دوسروں کو خوشی پہنچا کر جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہی اصل خوشی ہے۔ کہتے ہیں کہ دل کو مسرت محبوب کی ملاقات سے ہوتی ہے۔ اور سچی خوشی دوسروں کو خوش کرنے سے ملتی ہے۔

ڈاکٹر اسلم جہانگیر انچارج احمدیہ نصرت جہاں کلینک سیرالیون نے ایک واقعہ لکھا۔ (جو الفضل میں بھی چھپا) کہ میں جس کلینک میں کام کرتا ہوں۔ وہاں اکثر ایک مریض میرے پاس آتا۔ اور ہمیشہ یہی کہتا کہ میں نے بہت علاج کرایا ہے مگر شفا نہیں ہوئی۔ اس لئے اب زندگی سے مایوس ہوچکا ہوں۔ ایک مرتبہ میں نے اس کا معائنہ کرکے اس کو تسلی دی اور کہا کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو شفا ملے گی۔ یہ الفاظ میں نے کچھ ایسے وثوق سے کہے کہ اس نے یقین کرلیا . . . . . میری ہدایت کے مطابق اس نے ہسپتال میں آکر رہائش اختیار کرلی۔ میں نے خصوصی طور پر اس کے لئے دعا شروع کردی اور ساتھ علاج بھی۔ میں حیران ہوگیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس میں اتنی ترقی ہوئی کہ مجھے اس کے صحت یاب ہونے کا پورا یقین ہوگیا۔ علاج ایک ماہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد وہ بالکل صحت یاب ہوچکا تھا۔ جب وہ مجھ سے رخصت لینے آیا تو فرطِ مسرت سے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ اور اس کے چہرے پر انتہائے شکر کے جذبات تھے۔ جو مجھے اس سے قبل کبھی دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ یہ ساری برکات اس جذبۂ خدمت کی ہیں جو ہم لوگ ساتھ لے کر وطن سے آتے ہیں۔ اب بھی وہ مریض جب میرے پاس محض شکریہ ادا کرنے آتا ہے تو اس کے جذبات کی کیفیت قابلِ دید ہوتی ہے۔ مجھے اس کو دیکھ کر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اگر کروڑوں روپیہ بھی مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو۔ میں اسے کہا کرتا ہوں خدا کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں شفا دی ہے۔ میں تو اس کا ایک عاجز بندہ ہوں۔

پس یہ حقیقت ہے کہ دوسروں کو سکھ پہنچا کر جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ دائمی اور لازوال ہوتی ہے۔ اور حقیقی خوشی بھی وہی ہے۔ ورنہ انسان اگر عمر بھر بھی اپنے نفس کو خوش کرتا رہے۔ یا پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے تو اس سے کیا حاصل اس کا جینا نہ جینا برابر ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ

”خدا تعالیٰ کے قرب کا راستہ اس کی مخلوق کی محبت سے ہو کر گزرتا ہے۔ جو خدا سے محبت کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کی مخلوق سے محبت کرنا سیکھے۔“

بنی اسرائیل کے ایک عابد کے حالات میں مذکور ہے۔ کہ ایک دفعہ اس کو خیال آیا کہ خدا نے یہ جو پہاڑ پیدا

کر دیئے ہیں اگر نہ ہوتے تو مخلوق کو چلنے پھرنے اور زندگی کا نظام چلانے میں سہولت رہتی۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے پیغمبر کے ذریعہ سے اسے خبر دی کہ ہمارے نظام میں دخل اندازی تمہارا کام نہ تھا۔ اس جرم کی پاداش میں تمہارا نام اب شقیوں اور بدبختوں میں لکھ دیا ہے۔ اب تمہارا کوئی سجدہ اور قیام قبول نہ ہوگا۔ ...... جب یہ پیغام اس نے سنا تو بے حد مسرور ہوا۔ نبی نے کہا کہ کس بات پر مسرت کرتے ہو بولا کہ میرا نام خدا تعالیٰ کے دفتر میں موجود ہے اس نے مجھے فراموش نہیں کیا۔ فراموش کر دیتا تو قابل ماتم بات تھی۔ شقی بن کر تو اس کی یاد میں ہوں۔ اس ضمن میں بولا کہ میری طرف سے میرے رب کی بارگاہ میں عرض کر دیجئے کہ اگر آپ مجھے جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ کر چکے ہیں تو اتنا جسم عطا کر دیجئے کہ میں جہنم کا پیٹ بھر سکوں۔ کسی اور انسان کے لئے گنجائش نہ رہے۔ اور دوسروں کو نجات دلانے کا ذریعہ بن سکوں۔ یہ درخواست سنکر خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا کہ اسے کہہ دو کہ تمہارے دل میں ہماری مخلوق کے متعلق رحم و کرم کے جو جذبات ہیں ان کی بدولت ہم نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے۔ اب تم راندۂ درگاہ نہیں مقبول بارگاہ ہو...... تو دیکھو خدا تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو اس کے بندوں سے پیار کرتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ انسان دنیا میں اس لئے آیا ہے۔ کہ خدا کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھائے۔ وہ لوگوں کے کام آئے۔ ان کے دکھوں کا مداوا ہو اور بے کسوں کا سہارا بنے۔ وہ جئے تو دوسروں کے لئے اور مرے تو دوسروں کے لئے اور یہی زندگی حقیقی زندگی ہے۔ پس ایسے لوگ مر کر بھی نہیں مرتے بلکہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں جس طرح دنیا ان کے وجود سے فائدہ حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح ان کے مرنے کے بعد بھی ان کی روحانیت زندہ رہتی ہے اور لوگ اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔

پس اے میرے عزیزو اور دوستو۔ تم اس بات کو نگاہ میں رکھو کہ ہمیشہ تمہارے وجود سے دنیا کو سکھ اور آرام ملے۔ کسی کو تمہارے ذریعہ سے دکھ اور تکلیف نہ پہنچے۔ تمہارا وجود نافع الناس بن جائے۔ تمہاری ذات سے خلق خدا کو دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوں۔ یہی دین ہے۔ یہی احمدیت ہے اور یہی اسلام ہے۔ اگر تم خلقِ خدا کی خدمت کو شعار بنالیگے عاجزی اور فروتنی اختیار کروگے۔ تو اس سے عزت بھی ملے گی اور سرفرازی بھی ملے گی کیونکہ خدا تعالیٰ کو پانے کا راستہ صرف اور صرف یہی ہے۔ بھگت کبیر نے سچ کہا تھا۔

کبیرا اچھا ہوا ہم نیچ بھلے رب کو کریں سلام
جے ہوتے گھر اونچ کے کہاں ملت بھگوان

"وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۵۲)

بیروت جل رہا ہے

لبنان کے ملکی حالات۔

دس سال پہلے مجھے لبنان میں ایک سال رہنے کا موقعہ ملا تھا۔ جمہوریہ لبنان ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جس کا سارا رقبہ دس ہزار چار سو کیلومیٹر ہے۔ لبنان بحیرہ ابیض کے کنارے ایک پٹی کی شکل میں واقع ہے جو شمال سے جنوب کو جاتی ہے۔ اس کی لمبائی ۲۱۰ کیلومیٹر ہے۔ جبکہ چوڑائی صرف ۵۲ کیلومیٹر۔ میں نے اس کے شہر طرابلس سے صیداد و صور تک سفر کیا۔ اس کی ساری زمین سطح مرتفع ہے۔ بیروت اس کا دارالخلافہ ہے۔ ساحل سمندر سے اس کی آبادی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اونچے پہاڑوں تک یہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ پہاڑوں پر اور شہر کے اندر شاہ بلوط کے درخت اس کے حسن کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ اس کے سمندر کا پانی پگھلی ہوئی چاندی کی مانند سفید۔ پہاڑ سر سبز جس پر خوبصورت بنگلے اور فلیٹ۔ اس کا ہوائی اڈہ بین الاقوامی شہرت کا حامل جس پر ہر وقت دیو پیکر جہاز مسافروں کو لے کر اترتے رہتے ہیں۔ دنیا بھر سے سیاح اس شہر اور ملک کو دیکھنے کے لئے کھیچے چلے آتے ہیں۔ اس کی آب و ہوا کیف آور۔ سیب۔ انگور، مالٹا۔ کیلا یہاں بکثرت ہوتے ہیں۔ ملک کی آمد کا سب سے بڑا وسیلہ سیاحوں کی آمد ہے۔ سمندر کے کنارے اس کے رنگین ہوٹل اور نہانے والے تالاب عیش و عشرت کے دلدادہ لوگوں کے لئے بہت بڑی کشش ہیں۔ باشندے خوبصورت اور خوشحال۔ یہاں تین بڑی یونیورسٹیاں ہیں۔ امریکن یونیورسٹی تو سو سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے اور عالمی شہرت کی حامل عیسائیوں کے مذہبی تربیتی ادارے اس کے علاوہ ہیں۔ ان کے لحاظ سے حالت یہ تھی کہ عرب ممالک میں سے جس لیڈر پر اس کا عرصہ حیات تنگ ہو جاتا وہ یہاں آکر پناہ لیتا۔ عیسائی اگرچہ مسلمانوں میں تعداد میں کم تھے۔ لیکن آئین نے انہیں مساوی نمائندگی دے رکھی تھی۔ صدر عیسائی ہوتا ہے جبکہ وزیر اعظم سنی العقیدہ اور سپیکر کا شیعہ عقیدہ کا پابند ہونا لازمی۔ وزیر داخلہ عیسائی۔ فوج کا کمانڈر انچیف عیسائی۔ ملازمتوں پر قبضہ عیسائیوں۔ بیروت کے بلند پہاڑوں پر آبادی کی کثرت عیسائیوں کی۔ ہر بلندی پر عظیم گرجے ایستادہ۔ اگر بیروت سے رشید کرامی کے شہر طرابلس کی طرف جائیں تو سڑک کے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر حضرت مریم اور حضرت مسیح کے بُت نصب ہیں۔

لبنان کو اس کے شاعر مشرق اوسط کی انگوٹھی کا نگینہ کہتے ہیں اور اسے "عرب ملکوں کی دلہن" کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اور اسکے پانی کو نشہ آور اور ہوا کو مرطوب سمجھتے ہیں۔ اس کے چشموں کو سلسبیل کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں آنکھ اس کے نظارہ سے کبھی سیر نہیں ہوتی۔ کان اس کی خوبیاں سنتے اکتاتے نہیں۔ اس کی تعریف میں وہ نظم و نثر

میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قدرت نے اسے ہر قسم کے جمال و حسن سے حصہ وافر عطا فرمایا ہوا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ مجھے جب وہاں وطن کی یاد ستاتی میں اپنے استاذ قاسم جراح سے اس کا ذکر کرتا تو وہ مجھے کہتے۔ تم جب یہاں سے چلے جاؤ گے تو اسے یاد کیا کرو گے۔

بیروت میں خون کی ہولی

اور آج جب بیروت آگ و خون کی ہولی کھیل رہا ہے۔ اس کے خوبصورت فلیٹ اس کی صاف ستھری سڑکیں اس کے خوبصورت پہاڑ، اس کے سمندر کا سفید چمکتا پانی۔ اس کے باسیوں کے ہنستے مسکراتے چہرے مجھے اور زیادہ یاد آتے ہیں۔ وہ بستی جسے "عرب کے شہزادوں کی دلہن" کہتے تھے آج اس کا سہاگ اجڑ رہا ہے۔ اس کی مانگ لہو سے بھری ہے۔ اس کا شَو لٹ چکا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت ہمارے ملک کی جس حالت کا نقشہ ایک شاعرہ امرتا پریتم نے کھینچا تھا اس سے بھی بدتر حالت اس کی ہو چکی ہے۔ شاعرہ کہتی ہے ؎

اٹھ دردمنداں دے دردیا اٹھ تک اپنا پنجاب
اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب
جتھے وجدی سی پھوک پیار دی او ونجلی گئی گواچ
رانجھے دے سب ویر اج بھل گئے اس دی جاچ
دھرتی تے لہو وسیا قبراں پیاں چون
پریت دیاں شہزادیاں اج وچ مزاراں رون

بناء فساد

میں نے اپنے قیام کے دوران یہاں دیکھا کہ مسلم اور عیسائی بظاہر یہاں شیر و شکر ہیں۔ لباس ایک طرز تمدن ایک حتیٰ کہ ان میں تمیز مشکل ہو جاتی۔ ایک عیسائی نوجوان سے میں محو گفتگو تھا۔ انگریزی طرز کا سوٹ زیب تن۔ ہاتھوں میں تسبیح۔ وہ چلا گیا تو ساتھی عرب نے بتلایا کہ یہ مسیحی تھا۔ مسلمان یہ محسوس کرتے تھے کہ ہمارے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں زندگی کی دوڑ میں پچھاڑا جا رہا ہے۔ دلوں میں بد اعتمادی پیدا ہو چکی تھی۔ اور اپنے قیام کے دوران میں نے محسوس کیا۔ کہ ایک دن یہ لاوا پھٹ کر رہے گا۔ اور کچھ وجوہات عالمی سیاست بھی ہے۔ مشرق اوسط اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے نہایت اہم خطہ ہے۔ سرمایہ داری اور اشتراکیت کی آویزش کی یہ آماجگاہ بن گیا ہے۔ استعمار کی نظریں اس پر گڑی ہوئی ہیں۔ اب نظریں نہیں اس کے جسد میں اس کے پنجے گڑ چکے ہیں۔ اس نے عربوں کو انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور بدقسمتی سے یہ انتشار بڑھ رہا ہے۔ اسلام نے ان سب کو ایک لڑی میں پرو دیا تھا۔ وہی ذریعہ اتحاد تھا۔ خدا کرے اب بھی وہ ذریعہ مؤثر ہو۔

تقدیر خداوندی

عیسائیوں کو دھڑا دھڑ اسلحہ پہنچ رہا ہے۔ مسلمان تو تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق لڑ رہے ہیں۔ اسرائیل کا عفریت موقعہ کی تلاش میں ہے۔ وہ بے شک وسائل کے لحاظ سے ہر عرب ملک کے لئے خطرہ بن چکا ہے۔ لیکن آسمان پر تقدیر خداوندی یہی ہے جیسا کہ مکرم و محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ایک بار فرمایا تھا۔ اس ناسور کا اپریشن ناگزیر ہے۔ حدیث رسول ہے کہ ایک دن آئے گا۔ کہ اگر پتھر کے پیچھے بھی یہودی چھپا ہوگا تو پتھر کہے گا اے مسلم آ۔ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے اسے قتل کر۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

تدبیر کنند بندہ تقدیر زند خندہ

بندہ تدبیر کرتا ہے اور تقدیر مسکرا رہی ہوتی ہے۔ یہ مضمون سپرد قلم کرنا چاہا تو قرآن مجید کی یہ آیت سامنے آئی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (النحل آیت ۱۱۲)

اللہ تمہیں سمجھانے کے لئے ایک بستی کا حال بیان کرتا ہے۔ جسے ہر طرح سے امن اور اطمینان حاصل تھا اس کا رزق اسے بافراغت پہنچ رہا تھا۔ پھر بھی اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ ان کی اس ناشکری پر اس کے باشندوں پر اپنے گھناؤنے عمل کی وجہ سے بھوک اور پیاس کا لباس نازل کیا۔

اور یہ تحقیر نعمت اسلام کی تبلیغ نہ کرنا ہے۔ اگر رواداری کے ساتھ ساتھ تبلیغ ہوتی۔ نیک نمونہ ہوتا اپنے عقائد پر پختگی ہوتی تو عیسائیت آج وہاں ایک مسئلہ نہ بنی ہوتی۔

اپنے عرب کے قیام کے دوران فلسطینی مہاجرین کو ہر جگہ میں نے مبتلائے آلام دیکھا۔ پاکستان بفضل خدا جس طرح مہاجرین کے مسئلہ سے نپٹ چکا ہے۔ حتیٰ کہ آج مہاجر اور غیر مہاجر کی تفریق مٹ چکی ہے۔ وہاں ایسا نہیں ہے۔ آج بھی بعض جگہ درختوں کے جھنڈ میں خیموں میں اور بعض جگہ کچے مکانات میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کا احساس محرومی کا جذبہ شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔ اور آج ان کیمپوں پر جس طرح یلغار ہو رہی ہے نجانے اس کا انجام کیا ہوگا۔ کب تک وہ آگ خون کا مقابلہ کر سکیں گے۔ ایک کیمپ تل زیطا میں کئی ہزار زخمی اپنوں اور اغیار کے حملوں کی مقاومت کر رہے ہیں۔

خدا کرے یہ ملک بھی امن و چین کا منہ دیکھے۔ اور اس کی لٹی ہوئی رونقیں پھر بحال ہوں۔

الاحکام تحت ظلال القرآن

(محترم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ)

نکاح اور اس کا طریق

نکاح عورت اور مرد کے باہمی مل جل کر رہنے کا ایک معاشرتی معاہدہ ہے جو ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض نیز مرد عورت کی عفت اور عصمت کی ضمانت قرار پاتا ہے۔ اور آئندہ نسلوں کی بہترین تربیت کے لئے پاکیزہ ماحول فراہم کرتا ہے۔ یہ معاہدہ زبانی بھی ہو سکتا ہے اور تحریری بھی۔ لیکن دونوں صورتوں میں باقاعدہ اعلان ضروری ہے۔ قانوناً اور شرعاً اس معاہدہ کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں۔

۱۔ عورت موانع نکاح سے خالی ہو مثلاً یعنی

الف۔ عورت ان رشتہ دار محرم عورتوں میں سے نہ ہو جن سے نکاح حرام ہے۔ جیسے بہن۔ پھوپھی خالہ وغیرہ۔

ب۔ مرد سے اس کا کوئی رضاعی رشتہ نہ ہو۔ جیسے رضاعی بہن۔ رضاعی بھتیجی وغیرہ۔

ج۔ صہری یعنی سسرالی اور دامادی رشتہ نہ ہو۔ مثلاً بہو، ساس وغیرہ

د۔ عورت اور اس کا ولی دونوں اس نکاح پر رضامند ہوں۔ اگر لڑکا نابالغ ہے تو اس کے لئے بھی ولی کی رضامندی ضروری ہے۔

۲۔ ایک ہی مجلس میں عورت یا اس کے وکیل کی طرف سے ایجاب یعنی منظوری اور مرد یا اس کے وکیل کی طرف سے قبول ہو۔ مجلس نکاح میں حاضر ہو کر عورت اور مرد خود بھی یہ ایجاب وقبول کر سکتے ہیں۔ اور اپنے وکیل یعنی نمائندہ کے ذریعہ بھی یہ فرض سرانجام دے سکتے ہیں

۳۔ نکاح کے وقت کم از کم دو گواہ موجود ہوں۔ جو یہ گواہی دیں کہ ان کے سامنے ایجاب وقبول ہوا ہے۔ رخصتانہ کا رواج اور دعوت ولیمہ کی تقریب نکاح کے اعلان میں ممد ہیں۔

۴۔ نکاح کے لئے مہر بھی ضروری ہے۔ اگر نکاح کے وقت مہر نہ بھی طے ہوا ہو تو بھی بعد میں اس کا طے کرنا ضروری ہے جس کے مطابق خاوند پر مہر کی ادائیگی فرض ہوگی۔

موانع نکاح :-

ابدی موانع ۔ ایسی عورتیں جن سے کبھی نکاح جائز نہیں وہ یہ ہیں

۱۔ ماں، نانی، دادی یعنی وہ عورتیں جو مرد کے اصول میں داخل ہیں۔

۲۔ بیٹی، نواسی، پوتی یعنی وہ عورتیں جو مرد کے فروع یعنی اولاد میں شامل ہیں۔

۳۔ بہن خواہ حقیقی ہو یا سوتیلی اور ان کی اولاد یعنی وہ عورتیں جو باپ یا ماں کی فروع یعنی اولاد ہیں۔

۴۔ پھوپھی، خالہ، باپ کی یا ماں کی پھوپھی، باپ کی یا ماں کی خالہ، یعنی وہ عورتیں جو دادا، دادی، نانا، نانی کی فروع قریبہ یعنی براہ راست اولاد ہیں۔ لہٰذا ان فروع کی اولاد مثلاً پھوپھی کی لڑکی، خالہ کی لڑکی وغیرہ سے نکاح درست ہوگا۔

۵۔ باپ کی منکوحہ یعنی سوتیلی ماں

۶۔ دامادی رشتے جنہیں صہری رشتے بھی کہا جاتا ہے، مثلاً ساس، ساس کی ماں، دادی، نانی وغیرہ، بیوی کی لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو یعنی ربیبہ، بیٹے، پوتے، نواسے کی بیوی یعنی بہو وغیرہ۔

۷۔ رضاعی رشتے مثلاً رضاعی ماں، رضاعی دادی، رضاعی نانی، رضاعی بہن، رضاعی بیٹی، رضاعی نواسی، رضاعی بھتیجی، رضاعی پھوپھی، رضاعی بھانجی، رضاعی خالہ، رضاعی بیٹے کی بیوی، رضاعی باپ کی بیوی وغیرہ۔

گویا رضاعت یعنی بچپن میں کسی عورت کا دودھ پینے سے بھی اسی طرح نکاح حرام ہو جاتا ہے جس طرح نسبی اور خونی رشتہ کی عورت سے ہوتا ہے۔ یہ حرمت دودھ پینے تک محدود رہے گی۔ اس کے بھائیوں بھتیجوں پر اس کا اثر نہیں پڑے گا۔ مثلاً زید کا بھائی، زید کی رضاعی ماں، رضاعی بہن وغیرہ سے شادی کر سکتا ہے۔

دودھ پینے سے رشتہ تب حرام ہوتا ہے جبکہ بچہ نے دودھ پینے کی عمر میں کم از کم پانچ بار گویا ایک پورا دن پیٹ بھر کر دودھ پیا ہو۔ ایک دو گھونٹ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ (دلائل شرعیہ کا خلاصہ)

وقتی موانع :- یعنی ایسی عورتیں جن سے ایک وقت میں نکاح درست نہیں لیکن دوسرے وقت میں نکاح جائز اور درست ہو سکتا ہے۔ مثلاً

۱۔ دو بہنوں، خالہ، بھانجی، پھوپھی، بھتیجی کو بیک وقت بطور بیوی رکھنا جائز نہیں ہاں یہ جائز ہے کہ بیوی مر جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو اس کی بہن یا اس کی بھانجی یا بھتیجی سے شادی کرے۔

۲۔ دوسرے کی منکوحہ یعنی جو عورت کسی کے نکاح میں ہے۔ جب تک یہ نکاح قائم ہے کوئی اور شخص اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

۳۔ چار بیویاں موجود ہوں تو پانچویں سے نکاح درست نہ ہوگا۔

۴۔ معتدہ۔ جو عدت گزار رہی ہے۔ خواہ عدت طلاق ہو خواہ عدت وفات، زمانہ عدت میں اس سے نکاح

درست نہ ہوگا۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یعنی جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے۔ وہ عورت کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔

۵۔ کسی احمدی مرد کے لئے جائز نہ ہوگا کہ مشرکہ (بت پرست) یا غیر کتابیہ یعنی ایسی عورت سے شادی کرے۔ جو اہل کتاب میں سے نہ ہو۔

کفو

شادی کے لئے کفو بھی دیکھنا چاہیئے۔ یعنی یہ دیکھنا کہ جس مرد اور عورت کا باہمی نکاح ہو رہا ہے۔ اس میں آپس کی دینی اور معاشرتی مناسبت بھی ہے یا نہیں۔ اس قسم کی مناسبت مندرجہ ذیل امور میں دیکھی جائے گی دینداری، رہن سہن، تعلیم اور عمر۔ پس اگر ایک دیندار لڑکی کی شادی کسی بے دین لڑکے سے کردی جائے۔ تو دینی لحاظ سے یہ تعلق سخت معیوب ہے۔ تاہم دین کے علاوہ دوسری اقسام کے تفاوت کو اگر خود لڑکی اور اس کا جائز ولی نظر انداز کر دیں اور دونوں میاں بیوی بننے پر بخوشی رضامند ہوں تو کسی دوسرے کے لئے جائے اعتراض نہیں۔ غرض کفو کو ملحوظ رکھنا ایک معاشرتی ہدایت ہے۔ اور اس کی افادیت عمومی اور رواجی ہے۔ قانونی نہیں کیونکہ صحت نکاح کے لئے لڑکی اور اس کے ولی دونوں کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے۔ اور جب یہ دونوں راضی ہیں اور اس تعلق پر خوش ہیں اور کفو کی تفاوت کو نظر انداز کرنا چاہتے ہیں۔ تو قانوناً ایسا کرنے کا ان کو حق ہے۔

ولایت:۔ نکاح کے لئے ولی کی رضامندی ضروری ہے۔ نابالغ۔ دیوانی اور ایسی عورت جس کی عقل میں نمایاں کمی ہو اس کے نکاح کے لئے سب علماء کے نزدیک ولی کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے۔ جو عورت عاقل بالغ ہے۔ اس کے نکاح کے لئے بھی جماعت احمدیہ کے نزدیک ولی کی اجازت ضروری ہے۔ عورت خود اپنی مرضی سے ولی کی اجازت حاصل کئے بغیر کسی جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ گویا صحت نکاح کے لئے عورت اور اس کے ولی دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ اگر عورت اس نکاح پر راضی نہ ہو تو نکاح بھی درست نہیں۔ اور اگر اس کا ولی راضی نہ ہو تب بھی نکاح جائز نہیں ناقابل حل اختلافات کی صورت میں عورت قاضی یا خلیفۃ المسیح کی طرف رجوع کر سکتی ہے۔ جو ولی کے فیصلہ کو رد کر سکتے ہیں۔

مراتب اولیاء سب سے مقدم ولی نکاح عورت کا باپ ہے۔ اس کے بعد عورت کا دادا، سگا بھائی، سوتیلا بھائی، چچا، بھتیجہ، غرض عصبات بالنسب سب کے سب حسب مراتب قرب رشتہ داری ولی نکاح ہوں گے۔ اگر کسی عورت کے کئی بالغ بھائی ہوں تو وہ شرعاً حق ولایت نکاح میں برابر ہوں گے۔ تاہم چھوٹے بڑے بھائی کو بپاس ادب اگر ترجیح دیں تو معاشرتی بھلائی کے اعتبار سے یہ ایک مثالی طرز عمل ہوگا۔

اگر کسی عورت کا کوئی محرم خونی رشتہ سے تعلق رکھنے والا ولی نہ ہو یا رشتہ دار ولی لڑکی کے مفاد میں نہ ہوں بلکہ

اس کے مخالف اور ایسے نقصان پہنچانے اور اس کی رضامندی کو نظرانداز کرنے کے درپے ہو۔ تو پھر خلیفۂ وقت یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ ولی نکاح ہوگا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت کو ولایت عامہ حاصل ہے۔ چنانچہ فرمایا السلطان ولیّ من لاولی لہ۔

مہر: مہر کا دوسرا شرعی نام صُدقہ ہے۔ مہر سے مراد نکاح کے موقعہ پر خاوند پر ایسی ذمہ داری کا عائد ہونا ہے جو بیوی کو واجب الادا ہوتی ہے اور جس پر بیوی کو بلا شرکت غیرے کلی تصرف حاصل ہوتا ہے۔ مہر قانونی لحاظ سے عورت کا حق اور واجب الادا قرض ہے۔ عورت جس وقت چاہے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

مہر کی مقدار: مہر کے لئے کوئی خاص مقدار مقرر نہیں جتنی مقدار پر فریقین رضامند ہو جائیں اور بسہولت ادا ہو سکے۔ وہ درست ہے تاہم عورت اور مرد دونوں کی معاشرتی اور تمدنی حیثیت کے مطابق مہر کی رقم معقول ہونی چاہیئے۔ سہولتِ ادائیگی کی غرض سے بعض علماء نے مہر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک مہر معجل کہلاتا ہے۔ جو نکاح یا رخصتانہ کے وقت ادا کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا مؤجل کہلاتا ہے۔ جو طلاق یا عورت یا مرد کی وفات کے بعد واجب الادا ہوتا ہے۔ تاہم اس تفریق کی کوئی شرعی بنیاد نہیں محض تمدنی سہولت کے لئے اس کا رواج پڑا ہے۔ تقرر مہر کے لحاظ سے مہر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مہر مسمّٰی یعنی نکاح کے وقت باہمی رضامندی سے جو مہر مقرر ہو اور اعلان نکاح میں اس کا ذکر آ جائے۔

۲۔ مہر مثل یعنی نکاح کے وقت کسی وجہ سے مہر کا ذکر نہیں آ سکا۔ یا مہر کوئی غیر معقول یا ناممکن الحصول چیز ہو۔

انصار اللہ کا بیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے انصار اللہ کے مرکزی بیسویں سالانہ اجتماع کے لئے ۲۹۔۳۰۔۳۱ اخاء/اکتوبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار کی تاریخیں مقرر ہیں۔ مجالس مطلع رہیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے احباب

(قسط نمبر ۲)

مندرجہ ذیل احباب نے تین سو یا تین سو سے زائد روپے تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کئے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اگر کسی دوست کا نام شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو براہ کرم دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں۔

مارٹن روڈ کراچی

۱۔ مکرم چوہدری عطاء اللہ ضیاء صاحب ۴۰۰۰ روپے
۲۔ " خواجہ نسیم احمد صاحب ۱۰۰۰ "
۳۔ " خواجہ نذیر احمد صاحب ۱۰۰۰ "
۴۔ " چوہدری فیاض احمد صاحب ۱۰۰۰ "
۵۔ " شیخ رفیق الرحمٰن صاحب ۱۰۰۰ "
۶۔ " چوہدری رشید احمد صاحب کاہلوں ۱۰۰۰ "
۷۔ " حبیب اللہ صاحب بٹ ۱۰۰۰ "
۸۔ " ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب مرحوم (سابق مہر سنگھ) و اہلیہ غلام فاطمہ صاحبہ مرحومہ منجانب ڈاکٹر محمودہ نذیر صاحبہ ۱۰۰۰ "

ضلع سیالکوٹ

۱۔ مکرم الحاج خواجہ محمد یعقوب صاحب ۳۰۰ "
۲۔ " ارشد محمود صاحب گوندل منجانب اللہ جتی صاحبہ ۳۰۰ "
۳۔ " الحاج محمد شفیع صاحب صراف " " " ۳۰۰ "
۴۔ " خواجہ اللہ دتہ صاحب منجانب محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ (اہلیہ) ۳۰۰ "
۵۔ مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب کوٹلی بہرام ۳۰۰ "

۶۔ مکرم خواجہ عبد الکریم صاحب ڈار ۳۰۰ روپے
۷۔ " ماسٹر عبد السلیم صاحب منجانب محمد اکرم صاحب ۳۰۰ "
۸۔ " میاں شمس الدین صاحب صراف ۳۰۰ "
۹۔ " ڈاکٹر محمد اکرام صاحب منجانب چوہدری سلطان علی صاحب وڑائچ ۳۰۰ "
۱۰۔ " الحاج غلام محمد صاحب صراف منجانب دلدار صاحب ۳۰۰ "

ضلع لاہور

۱۔ مکرم میاں نذیر احمد صاحب انجینئر دار الذکر لاہور ۳۰۰ "

کراچی

۱۔ میراں مان اللہ صاحب منجانب صاحبزادگان ۱۰۰۰ "
۲۔ سیٹھ محبوب علی صاحب مرحوم منجانب بیگم صاحبہ ۱۰۰۰ "
۳۔ " سید ناصر ارتضیٰ علی صاحب ۴۰۰ "
۴۔ " چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر ۳۰۰ "
۵۔ " چوہدری محمد رفیق صاحب مرحوم منجانب بیگم صاحبہ ۷۰۰ "

ضلع پشاور

۱۔ مکرم مرزا مقصود احمد صاحب ۵۰۰ "
۲۔ " کرنل ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب ۵۰۰ "

۳۔ مکرم عبد اللہ خان صاحب ۵۰۰ روپے
۴۔ " ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب ۵۰۰ "

سندھ کراچی و جھنگ

۱۔ مکرم حکیم عبد الرحمٰن شاہ صاحب دار الرحمت غربی ربوہ ۳۰۰ "
۲۔ " ڈاکٹر محمد زبیر صاحب لکھنوی کراچی ۳۰۰ "
۳۔ مکرمہ سیدہ شاہ جہاں بیگم صاحبہ بیگم ڈاکٹر محمد زبیر صاحب لکھنوی کراچی ۳۰۰ "
۴۔ مکرم عبد الرشید صاحب خیرہا شگارپور ضلع سکھر سندھ ۳۲۵
۵۔ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب ڈرائیو زعیم اعلیٰ ناظم آباد۔ کراچی ۳۰۰ "
۶۔ مکرم چوہدری اقبال احمد صاحب زعیم انصار اللہ بدین شہر سندھ ۳۱۰ روپے
۷۔ " حکیم محمد اجمل صاحب بھٹی سکول روڈ۔ پارا چنار ۳۰۰ "
۸۔ " میاں اللہ بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھابڑا ضلع سرگودھا ۳۰۰ "
۹۔ مکرم میاں عبد الرحمٰن صاحب گھڑی ساز جھنگ صدر ۳۰۰ "
۱۰۔ " چوہدری اللہ بخش صاحب بھیرہ پیچی ۳۰۰ "
۱۱۔ " منشی فضل دین صاحب " ۳۰۰ "
۱۲۔ چوہدری عطاء اللہ صاحب کنری ۳۰۰ "

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ماہنامہ انصار اللہ

ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ اس رسالہ نے گزشتہ سولہ سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کی ذمہ داری کو بڑے عمدہ رنگ میں پورا کیا ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس رسالہ کے متعلق فرمایا کہ

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس لئے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔"

انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس رسالہ کی قیمت صرف ۱۰ روپے سالانہ مقرر ہے۔ مجلس شوریٰ انصار اللہ ۱۹۵۹ء کے فیصلہ کے مطابق ہر مجلس اپنی گرانٹ میں سے کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کروائے۔ شکریہ۔ جن خریداروں کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے۔ ان کو یاد دہانی کے کارڈ بھجوائے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ خریداران ماہنامہ انصار اللہ تعاون فرماتے ہوئے اپنا اپنا چندہ ضرور بھجوائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ چندہ نہ ملنے پر اگلا شمارہ بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اس خون دل کھانیکے دن

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن

اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانیکے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئیں ترے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

(درثمین)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔